منقبت

نہ حسنؑ کی کوئی مثال ہے نہ حسینؑ سا کوئی اور ہے
نہ ہے مرتضیٰؑ کوئی دوسرا نہ ہی سیدہؑ کوئی اور ہے

نیا چہرہ دیکھ کے بزم میں یہ گماں ہوا کہ اصیل ہے
وہ علیؑ کے ذکر پہ جب تپا میں سمجھ گیا کوئی اور ہے

وہ علیؑ ہے شیرِ خدا بھی ہے جو ڈٹا ہوا ہے محاذ پر
جو اُچھل رہا ہے پہاڑ پر وہ بشر نما کوئی اور ہے

یہ جو یارِ غار کا واقعہ تو ہنسی ہنسی میں سنا گیا
ارے بے حیا ذرا شرم کر یہ تو واقعہ کوئی اور ہے

جو علیؑ کے ذکر پہ جل گیا اُسے مومنوں میں نہ ڈھونڈیئے
یہاں جلنے والا کوئی نہیں وہ جلا بھنا کوئی اور ہے

ہے سوالِ بیعتِ بد نسب کہ ذلالتوں کی ہے انتہا
سرِ آئینہ تو یزید ہے پسِ آئینہ کوئی اور ہے

اے زمانے تجھ سے غرض نہیں تیری چاہتوں کی طلب نہیں
میں تو ماتمی ہوں حسینؑ کا مجھے چاہتا کوئی اور ہے

394

یہ ہے کربلا یہاں ہے بقا نہ فنا کی باتیں کرو یہاں
یہاں آ کے کوئی مرا نہیں یہاں سلسلہ کوئی اور ہے

یہ نماز کیسی نماز ہے نہ درود ہے نہ سلام ہے
منہ اِدھر اُدھر ہیں پھرے ہوئے یہ تو ماجرا کوئی اور ہے

پڑھی منقبت تو یہ غل ہوا ہاں یہی ہے اشرفِؔ خوش نوا
مجھے دیکھ کر کسی شخص نے یہ نہیں کہا کوئی اور ہے